دینی مدارس کے بارے میں حکومتی اعلانات واقدامات اور "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کا مؤقف

(مولانا) محمد حنیف جالندھری صاحب
رابطہ سیکریٹری اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان / ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ملک میں دینی جماعتوں، دینی اداروں اور مدارس و جامعات کے بارے میں حکومتی اعلانات و اقدامات سے اضطراب و بے چینی کی فضا اور پروپیگنڈے کے گرد و غبار سے متاثر ہونا فطری ہے۔ اس کا ثبوت احقر کو موصول ہونے والے وہ بے شمار فون اور پیغامات ہیں جو ملک کے اطراف و اکناف سے روزانہ ملتے ہیں اور جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان تمام استفسارات میں قدر مشترک مدارس کے مستقبل کے بارے میں اظہار تشویش، حکومتی عزائم کے بارے میں فکرمندی اور اس سلسلہ میں "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کے لائحہ عمل اور اقدام کا انتظار ہے۔ ان تمام حضرات کو انفرادی طور پر مطمئن کرنے کے علاوہ احقر نے اخبارات، ذاتی رابطوں اور فون کے ذریعے اہم امور اور تازہ صورت حال سے اہل مدارس کو باخبر رکھنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن تفصیلی طور پر تمام حالات اور "وفاق" کی پالیسی سے اسفار اور مشاغل کی وجہ سے آگاہ نہ کر سکا۔ اس لیے چند گزارشات قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کی جا رہی ہیں۔ امید ہے ان شاء اللہ شافی ہوں گی۔

اربابِ "وفاق" کی مساعی اور فرض شناسی:

(۱) جب سے مدارس و جامعات کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈے کا آغاز ہوا بالخصوص ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ سے اس میں شدت آجانے کے بعد "وفاق" کی قیادت نے مدارس دینیہ کے تحفظ میں کسی قسم کے تساہل اور غفلت سے کام نہیں لیا۔ ہمارے اکابر ضعف و نقاہت اور علالت اور تدریسی و انتظامی مصروفیات کے باوجود اس فریضہ کو جس خوش اسلوبی سے نباہ رہے ہیں اس پر وہ تمام اہل علم کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ تمام حضرات اس وقت اپنے تمام مشاغل اور مصروفیات سے صرف نظر کرتے ہوئے شب و روز مدارس کے تحفظ و بقاء، خود مختاری و آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔ آپ نے ان حضرات سے جو توقعات وابستہ کی ہیں اور جس اعتماد کا اظہار کیا ہے مجھے حق تعالیٰ شانہ کے فضل سے پوری امید ہے کہ وہ اس کے اہل بھی ہیں اور ان شاء اللہ! آزمائش کی اس گھڑی میں ان توقعات اور اعتماد پر پورا بھی اُتریں گے۔

مشترکہ مقاصد کے لیے مشترکہ جدوجہد:

(۲) موجودہ دور میں مشترکہ مقاصد کے لیے اجتماعی جدوجہد اور زیادہ سے زیادہ افرادی قوت کا اظہار ناگزیر ہے۔ چنانچہ "وفاق المدارس" نے تمام مکاتب فکر کے وفاقوں اور تنظیموں کو ایک متحدہ محاذ میں تبدیل کرنے کے لیے انتہائی مخلصانہ مساعی انجام دیں، جن کی بدولت دو سال قبل "اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان" کا وجود عمل میں آیا، جو بحمد للہ اب ایک مضبوط، فعال، متحرک اور مستحکم مگر غیر سیاسی تنظیم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس اتحاد کے قیام و استحکام کے لیے تمام مکاتب فکر کی مساعی مشکور ہیں، مگر "وفاق" کا کردار اس

سلسلہ میں نہایت قابل قدر، اساسی اور لائق تحسین ہے۔ اس اتحاد کو مزید مؤثر اور ہمہ جہتی بنانے کے لیے اسے مرکز سے صوبوں، اضلاع اور تحصیل کی سطح تک وسعت دی جا رہی ہے۔ مدارس کی آزادی و تحفظ، بقاء اور خود مختاری کے سلسلہ میں تمام مکاتب فکر متحد و متفق ہیں اور درپیش تمام مسائل کو باہمی مشاورت اور اتفاق سے حل کرنے کے اصول پر قائم ہیں۔ آپ حضرات بھی موجودہ حالات میں مقامی سطح پر اس اتحاد کو مضبوط و مؤثر اور مستحکم بنانے میں اپنا کردار ضرور ادا کریں اور تمام مکاتب فکر کے علماء کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ دینی حلقوں کے اتحاد کو مزید مؤثر بنانے کے لیے "وفاق" نے ملک کی دینی جماعتوں اور ممتاز مذہبی و علمی شخصیات سے بھی رابطہ کیا ہے، بحمد اللہ ہمیں ان دینی جماعتوں اور شخصیات کی بھرپور حمایت حاصل ہے جس پر ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔

حکمت و تدبر اور استقامت:

(۳) پورے ملک میں مدارس و مکاتب اور جامعات کا وسیع سلسلہ ایک غیر متزلزل قوت ہے، جس کے استعمال کے لیے انتہائی دور اندیشی، دانش مندی اور حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ تصادم و تزاحم کی پالیسی نقصان دہ ہو سکتی ہے، اس لیے "وفاق" کی قیادت نے تمام معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے افہام و تفہیم اور حکمت و تدبر کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرز عمل اور فیصلہ کی وجہ کسی قسم کی کمزوری یا خدانخواستہ مداہنت نہیں بلکہ ہمیں اپنے مؤقف کی صداقت و حقانیت پر یقین اور حق تعالیٰ کی امداد پر توکل و اعتماد ہے۔ بحمد اللہ ہم اپنا مؤقف دلائل و براہین سے ثابت کر سکتے ہیں اور مدارس پر لگائے جانے والے الزامات کا لغو و بے بنیاد ہونا ہر عدالت میں ثابت کر سکتے ہیں۔
اس لیے مستقبل میں بھی "وفاق" پُر امن جدوجہد کے ساتھ مدارس و جامعات کے تحفظ کا فریضہ انجام دینے کی پالیسی پر گامزن رہے گا، لیکن اگر حکومت نے ہمیں کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا تو ان شاء اللہ ان دینی مراکز کے وجود و بقاء اور تحفظ کے لیے ہماری جانیں بھی حاضر ہیں۔

یہ قلعے اِن شاء اللہ باقی رہیں گے:

(۴) "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کو اس وقت جس چیلنج کا سامنا ہے اس کا بنیادی ہدف مدارس کی شکل میں موجود ان دینی قلعوں کی حفاظت اور ان کی آزادی و مختاری کا تحفظ ہے۔ اکابر امت سے ملنے والی یہ میراث ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ مدارس کی تعلیمی، انتظامی اور مالیاتی خود مختاری پر کسی قسم کا سمجھوتہ ان قلعوں میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے، جسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مدارس دینیہ کی آزادی اور دینی تشخص کے تحفظ و بقاء کی قیمت پر کوئی بھی حکومتی پیشکش کسی صورت میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ عزم بالجزم اپنی ذات، مفادات، حتیٰ کہ مدارس و جامعات کی عمارات کے تحفظ کے لیے بھی نہیں بلکہ صرف اور صرف دین کے تحفظ، اسلام کی اشاعت و بقاء اور آنے والی نسلوں تک اکابر کی امانت کو بحفاظت پہنچانے کے لیے ضروری ہے۔

یہ مؤقف صرف "وفاق" کا نہیں، بلکہ بحمد اللہ "وفاق" کی مساعی اور کوششوں کی بدولت تمام مکاتب فکر کا مشترکہ و متفقہ اٹل، بے لچک اور غیر مبہم مؤقف ہے۔ ہم نے بحمد اللہ اپنا یہ مؤقف ارباب حکومت پر دوٹوک الفاظ میں واضح کر دیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ہم اپنی اسناد کا حکومتی اسناد کے ساتھ "معادلہ" تک قربان کر دیں گے، مگر مدارس دینیہ کے آزادانہ کردار اور خود مختاری پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں کریں گے۔

آزمائش کی اس طرح کی گھڑیاں ہمارے اکابر پر بھی آئیں، مگر بحمد اللہ ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش اور مؤمنانہ جرأت میں معمولی سی کمزوری بھی نہیں آئی۔ ان کا غیر متزلزل اور جرأت مندانہ مؤقف ہم سب کے لیے اُسوہ اور مشعل راہ ہے۔ اسی طرح کے

پر آشوب حالات میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "مدرسہ عمارت کا نام نہیں بلکہ استاذ، شاگرد اور کتاب کے تعلق اور رشتہ کا نام ہے۔ اگر حکومت نے گارے اور مٹی کی بنی ہوئی ان عمارتوں پر قبضہ کر لیا تو ہم درختوں کے سائے میں طلبہ کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینا شروع کر دیں گے۔"

حضرت مفتی صاحبؒ کی اس قلندرانہ جرأت اور مؤمنانہ شجاعت نے فراعنۂ وقت کو اپنی پالیسی بدلنے پر مجبور کر دیا۔

محدث وقت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ اگر حکومت نے آپ سے مدارس چھین لیے تو آپ کیا کریں گے؟ تو انھوں نے بغیر کسی تامل کے فرمایا کہ "میں کسی گاؤں میں جا کر کسی بند اور ویران مسجد کو کھولوں گا، جھاڑو دوں گا، اذان اور نماز باجماعت کا اہتمام کروں گا اور اہلِ دہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے بچوں کو پڑھنے کے لیے بھیجیں۔ اس طرح جو بچے آئیں گے ان تک دین کی اس امانت کو پہنچائیں گے۔"

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مجوز و مؤسس اور احقر کے جد امجد عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجالس میں کئی مرتبہ یہ ایمان افروز حقیقت ذہن نشین کرائی کہ یہ "مدارس اور ان کی عمارتیں مقصود نہیں، بلکہ مقصود کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اصل مقصود و مطلوب رضائے الٰہی اور مراد خداوندی کو معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ہے۔ اس کی تعلیم و تدریس کچے مکان اور جھونپڑی میں بھی دی جاسکتی ہے۔"

ہم علم و عمل میں ہزار درجے کوتاہ سہی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انہی اکابر کے اخلاف اور خوشہ چین ہیں، انہی کا نقش قدم ہمارے لیے جادۂ راہ ہے۔ ہم ان شاء اللہ مقدور بھر ان مدارس اور عمارات کا بھی تحفظ کریں گے کہ یہ بھی قوم کی امانت ہیں۔ قرآن و حدیث کے یہ بلند و بالا مراکز کسی حکومت کی عنایات کے رہینِ منت نہیں بلکہ علماء اور مخلص مسلمانوں کے باہمی اعتماد و تعاون کا مظہر ہیں، لیکن اگر بالفرض حکومت ان عمارتوں کو اپنی تحویل میں لے کر بزعم خویش مدارس دینیہ کی آزادی و خود مختاری کو سلب کرنے کی کوشش کرتی ہے تو ہمیں علم دین کی اشاعت و تبلیغ اور درس و تدریس کے اس سلسلے کو قائم و جاری رکھنے کے لیے عزمِ محمود، استقامتِ یوسف اور تلقینِ خیر کا فیصلہ اور ارادہ ابھی سے کر لینا چاہیے۔

اس ضروری تمہید کے بعد موجودہ صورت حال اور مدارس کو درپیش مسائل اور اُن کے حل کے لیے کی گئی مساعی اور پیش رفت کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں تقریباً تین ماہ سے صدر پاکستان، وزیر داخلہ، وزیر مذہبی امور، صوبوں کے گورنرز اور دیگر اعلیٰ فوجی و سول شخصیات سے "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کے رہنماؤں کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک زیر بحث آنے والے امور درج ذیل ہیں:

(۱) فرقہ وارانہ دہشت گردی اور مدارس:

حکومتی مؤقف:

ملک میں ہونے والی دہشت گردی میں بعض دینی مدارس بھی ملوث ہیں۔

"وفاق" کی جانب سے اظہار حقیقت:

مدارس دینیہ کے ذمہ داران نے فرقہ وارانہ دہشت گردی کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔ وہ دہشت گردی کو خواہ وہ مذہبی ہو یا لسانی اور علاقائی، ملک کی یک جہتی، امن و سکون اور معاشی ترقی اور خوش حالی کے لیے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا دینے میں

اہل مذہب سے زیادہ بیرونی تخریبی عناصر اور ایجنسیوں کا کردار رہا ہے۔ پاکستان میں عدم برداشت کی یہ فضا دس بارہ سال سے پیدا ہوئی ہے۔ مدارس دینیہ ڈیڑھ سو سال سے قائم ہیں۔ فرقہ واریت کو مدارس کی پیداوار کہنا سراسر خلاف واقعہ ہے۔ "وفاق" کی طرف سے بارہا یہ پیشکش دہرائی جاچکی ہے کہ اگر حکومت کسی مدرسہ کو دہشت گردی میں ملوث سمجھتی ہے تو ٹھوس ثبوت کے ساتھ اسے منظر عام پر لائے۔ ہم حکومتی کارروائی سے پہلے اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کریں گے۔ مگر ابھی تک حکومت کسی دینی ادارے کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکی، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مدارس دینیہ کا دامن ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک ہے۔

بحمد اللہ حکومت نے ہماری اس وضاحت کو تسلیم کیا اور ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو صدر پاکستان نے وفاقوں کے قائدین کو یقین دہانی کرائی کہ ہم کسی مدرسہ کے خلاف ٹھوس ثبوت اور اس کے متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لیے بغیر کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ اگر صدر پاکستان اس وعدے کا پاس کرتے ہیں تو ہمیں کامل یقین ہے کہ انہیں دہشت گردی میں ملوث کوئی ایک دینی ادارہ بھی نہیں ملے گا۔

(۲) رجسٹریشن:

حکومتی مؤقف:

مدارس کی رجسٹریشن نئے قانون یا پرائیوٹ تعلیمی اداروں کے قواعد و ضوابط کے مطابق کی جائے گی اور ۲۳ مارچ ۲۰۰۲ء تک تمام مدارس کے لیے رجسٹریشن لازمی ہوگی۔

"وفاق" کا مؤقف:

ہمیں مدارس کی رجسٹریشن اور یکسانیت پر کوئی اعتراض نہیں مگر عوامی عطیات سے چلنے والے تعلیمی و رفاہی اداروں کو پرائیوٹ اسکولز اور کمرشل اداروں کی صف اور قانون بندی میں جکڑنا نامناسب ہے۔ اسکولوں کے قواعد و ضوابط کے اطلاق یا کسی نئے قانون کے تحت رجسٹریشن سے مدارس کی آزادی و خود مختاری کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ حکومت اور مدارس کے درمیان اعتماد و مفاہمت کی فضا بھی متاثر ہوگی، اس لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ حکومت رجسٹریشن کے سابقہ قانون "سوسائٹی ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء" کے تحت مدارس کو رجسٹرڈ کرے۔ اس قانون کے تحت ۱۹۹۴ء سے حکومت نے رجسٹریشن پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ لیکن اکتوبر ۲۰۰۱ء سے مساجد کی رجسٹریشن اسی ایکٹ کے تحت ہو رہی ہے۔ مناسب ہوگا کہ مدارس کی رجسٹریشن بھی اسی قانون کے تحت کی جائے۔ اس طرح جو مدارس پہلے سے رجسٹرڈ ہیں ان کی نئی رجسٹریشن کی ضرورت نہ ہوگی۔ نیز ہر سال رجسٹریشن کی تجدید کی شرط غیر ضروری ہے۔ ۲۳ مارچ کی تاریخ میں بھی توسیع کی ضرورت ہے۔

تازہ صورت حال:

۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو صدر پاکستان نے ہمارے اس مؤقف کو توجہ سے سنا اور غور کا وعدہ فرمایا۔ ۲۹ جنوری ۲۰۰۲ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب سے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ الحمد للہ اُنھوں نے ہمارے مؤقف کو درست تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ صدر پاکستان کو مدارس کا یہ مؤقف اپنی مکمل تائید و سفارش کے ساتھ پیش کریں گے۔ اس لیے اہل مدارس فی الحال رجسٹریشن کے قانون کا انتظار فرمائیں۔ حکومت کے ساتھ اس سلسلہ میں مسلسل رابطہ ہے۔ جونہی کوئی صورت حال واضح ہوئی تمام مدارس کو بذریعہ خط اور اخبارات اس سے مطلع کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ جو کوائف محکمہ اوقاف مدارس سے طلب کر رہا ہے اُن کا رجسٹریشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمیں اہل مدارس کی پریشانی کا پوری طرح احساس ہے اور ہم بحمد اللہ اپنے فرائض اپنی بساط کے مطابق پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔

(۳) نئی مساجد و مدارس کے لیے این او سی کی پابندی:

حکومتی مؤقف:

بعض مساجد و مدارس سرکاری املاک یا نجی املاک پر بلا اجازت تعمیر کی گئی ہیں۔ انہدام کی صورت میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے، لہٰذا آیندہ کوئی مسجد یا مدرسہ این او سی کے بغیر تعمیر نہیں ہو سکے گا اور این او سی حکومت جاری کرے گی۔

"وفاق" کا مؤقف:

سرکاری یا نجی املاک پر قبضہ کرنا قانون شکنی ہے، خواہ مسجد اور مدرسہ ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ ہم اس کی بالکل حمایت نہیں کرتے۔ لیکن یہ مساجد اور مدارس راتوں رات ہی تعمیر نہیں ہوئے۔ زمانہ تعمیر میں متعلقہ افراد کو کھلی چھٹی دینا انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی ہے۔ نیز بے شمار سرکاری املاک پر پرائیوٹ اسکولز، پلازے، کوٹھیاں، دکانیں غیر قانونی طور پر موجود ہیں، لیکن اس کی بناء پر کسی شخص کو اپنی جائز قانونی ملکیت میں اسکول یا دکان بنانے کے لیے کسی این او سی کا پابند نہیں کیا گیا۔ یہ پابندی صرف مساجد و مدارس پر کیوں لگائی جارہی ہے؟ کہیں اس کا اصل مقصد مساجد اور مدارس کی تعمیر کی حوصلہ شکنی تو نہیں؟

تاہم اصولی طور پر ہم اس بات سے متفق ہیں کہ کسی دوسرے کی مملوکہ جگہ پر مسجد یا مدرسہ تعمیر کرنا ناجائز ہے۔ آیندہ کے لیے اس کے تدارک کی بہتر صورت یہ ہے کہ سرکاری اداروں کی بجائے "متعلقہ وفاق" این او سی جاری کرے۔ متعلقہ وفاق سرکاری اداروں سے زیادہ بہتر تحقیق کر سکتا ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے لیے حاصل کردہ زمین قانونی ہے یا نہیں۔ مساجد عبادت گاہیں ہیں۔ سرکاری این او سی لازمی قرار دینے کی صورت میں ان میں نہ صرف حکومتی مداخلت کا امکان ہے بلکہ سیاسی اور مسلکی اختلاف نئی مساجد و مدارس کے قیام میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

پاکستان کے بہت سے علاقوں میں جاگیردار طبقہ نے اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے اسکول تک نہیں بننے دیئے، اگر مدارس کے قیام کے لیے بھی سرکاری اجازت لازمی قرار دی گئی تو اندیشہ ہے کہ یہ جاگیردار اپنے علاقوں میں مدارس قائم کرنے کی اجازت بھی نہیں دیں گے۔

تازہ صورت حال:

۲۹ جنوری ۲۰۰۷ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور نے ہمارے مؤقف سے اتفاق کیا اور ارباب حکومت سے اس سلسلہ میں مزید بات چیت کا وعدہ کیا۔

(۴) مدارس کے نصاب تعلیم میں عصری مضامین کا اضافہ:

حکومتی مؤقف:

دینی مدارس اپنے نصاب میں چار عصری مضامین انگلش، جنرل سائنس، ریاضی اور مطالعہ پاکستان شامل کریں تاکہ علماء دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم سے باخبر ہوں اور دوسرے شعبوں میں بھی ملازمت حاصل کر سکیں۔

"وفاق" کا مؤقف:

دینی مدارس کا بنیادی مقصد روزگار کے مواقع حاصل کرنا اور ملازمتیں نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور علوم دینیہ کی تدریس واشاعت

اور تحفظ ہے۔ اسپشلائزیشن کے اس دور میں ایک عالم دین کے لیے ایسے فنون کی تعلیم لازمی قرار دینا جن کا اس کے دائرہ تخصص کے ساتھ کوئی تعلق نہیں غیر معقول ہے۔ تاہم ابتدائی طور پر مدارس دینیہ میں انگریزی، اردو، جنرل سائنس، معاشرتی علوم اور مطالعہ پاکستان کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اور یہ مضامین "وفاق" کے نصاب میں پہلے سے شامل ہیں۔ بعض مدارس میں ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی ہو رہی ہے۔ دینی مدارس اپنی اور عصر حاضر کی ضروریات سے آگاہ ہیں اور اُن کے متعلقہ وفاق اپنے اپنے نصاب ہائے تعلیم میں وقتاً فوقتاً اضافہ و ترمیم کرتے رہتے ہیں۔ اگر پاکستان میں لاکھوں پرائیوٹ اسکولوں کو اپنا نصاب تعلیم خود طے کرنے کا حق حاصل ہے تو دینی مدارس سے یہ حق کس قانون اور ضابطے کے تحت چھینا جارہا ہے۔ ہمارا یہ مؤقف دوٹوک ہے کہ اگر حکومت نے دینی مدارس کے وفاقوں کو اعتماد میں لیے بغیر اپنی طرف سے طے کردہ کوئی نصاب مدارس پر لازم کیا تو "وفاق" کے مدارس اسے قبول نہیں کریں گے۔

کسی حکومتی مداخلت کے بغیر ثانویہ عامہ (میٹرک) تک ہم عصری علوم کی تدریس مدارس دینیہ میں دینے کے لیے تیار ہیں، جبکہ حکومت کو یہ تعاون کرنا چاہیے کہ وہ ہماری جاری کردہ "شھادۃ الثانویۃ العامہ" کو میٹرک کے مساوی قرار دے اور شہادۃ الثانویہ الخاصہ (ایف۔اے) اور شہادۃ العالیہ (بی اے) کا بھی معادلہ کرے۔

تازہ صورت حال:

۲۹ جنوری ۲۰۰۲ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور نے ہمارے اس مؤقف سے اتفاق کیا اور وعدہ کیا کہ میٹرک تک کے لازمی مضامین جن مدارس میں پڑھائے جائیں گے اُن کے متعلقہ "وفاق" کی سند کے معادلہ کی پوری کوشش کی جائے گی اور باقی اسناد کا معادلہ بھی منظور کرایا جائے گا۔

(۵) غیر ملکی طلبہ کے داخلہ کا مسئلہ:

حکومتی مؤقف:

غیر ملکی طلبہ کو تعلیمی ویزے کے بغیر داخلہ نہ دیا جائے۔ اس طرح کے زیر تعلیم طلبہ کو ویزے کے حصول کے لیے واپس بھیجا جائے۔ متعدد ممالک نے ہم سے اس بناء پر احتجاج کیا ہے کہ آپ کے تعلیمی اداروں میں ہمارے باشندوں کو غیر قانونی طور پر داخلے کیوں دیئے جاتے ہیں۔

"وفاق" کا مؤقف:

(الف) ہم قانونی دستاویزات کے بغیر کسی بھی غیر ملکی طالب علم کے تعلیمی داخلے کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ علوم دینیہ کے خواہشمند یہ حضرات پاکستان جیسی نظریاتی و اسلامی مملکت کی جانب سے اس سلسلہ میں ہر قسم کے تعاون و خیر خواہی کے مستحق ہیں۔ غیر ملکی طلبہ کے لیے ویزے اور این او سی کا موجودہ طریق کار پیچیدہ اور مشکل ہے۔ اسے سہل بنانے کی ضرورت ہے۔ ایسے طلبہ کو کئی وزارتوں سے اجازت لینے کے علاوہ بہت سا وقت بھی ضائع کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ون ونڈو آپریشن ہو، مدت کی تحدید کی جائے اور پاکستانی سفارت خانوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ متعینہ مدت میں امیدوار کی درخواست پر فیصلہ کر کے اطلاع دیں۔

(ب) جو طلبہ غیر تعلیمی ویزے پر پاکستان آئے، مگر پھر دینی ذوق کی بناء پر کسی مدرسہ میں پڑھنے لگے تو ایسے طلبہ کے ویزے متعلقہ ادارے یا "وفاق" کی تصدیق و سفارش پر تبدیل کر کے تعلیمی ویزوں میں بدل دیئے جائیں۔

تازہ صورت حال:

صدر مملکت نے ۲۷ دسمبر کی ملاقات میں اس مطالبہ سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ۱۲ جنوری کے خطاب میں انھوں نے اعلان کیا کہ متعلقہ ملک کے این او سی کے بعد غیر ملکی طلبہ کو تعلیمی ویزہ جاری کر دیا جائے گا۔ ایسے طلبہ کو واپس اپنے ملک جانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ ویزے کے حصول کو آسان بنانے کا مطالبہ ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ واضح رہے کہ تمام وفاقوں نے اپنے ملحقہ مدارس کو ہدایات دی ہیں کہ کسی بھی غیر ملکی طالب علم کو قانونی دستاویزات کے بغیر ہرگز داخلہ نہ دیا جائے۔

(۶) دینی مدارس آرڈی ننس:

چند ماہ قبل حکومت نے ایک ”دینی مدارس آرڈی ننس“ جاری کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ اس کا تعلق صرف ان مدارس سے ہوگا جو ماڈل دینی مدارس اور دار العلوم حکومت خود قائم کرے گی یا جو مدارس رضاکارانہ طور پر اس بورڈ سے الحاق کریں گے۔ حکومتی حلقوں کی طرف سے یہ یقین دہانی کروائی گئی کہ اس آرڈی ننس سے آزاد دینی مدارس کی خود مختاری پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

صحیح صورت حال:

اس آرڈی ننس کے بغور مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں ایسے الفاظ شامل ہیں کہ اس آرڈی ننس کے تحت قائم ہونے والے بورڈ کا دائرہ کار غیر ملحق دینی مدارس و جامعات تک وسیع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر کو صدر پاکستان سے ملاقات کے دوران ہم نے اس خدشہ کا اظہار کیا اور اُن پر واضح کیا کہ ہم دینی مدارس کے نظام تعلیم و تربیت، نصاب تعلیم، امتحانات اور اندرونی اُمور میں حکومتی مداخلت کو ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں ممتاز یونی ورسٹیاں اپنے معاملات میں سرکاری مداخلت سے مکمل طور پر آزاد ہوتی ہیں۔ لہٰذا دینی مدارس کو بھی حکومتی مداخلت سے آزاد رہنے دیا جائے اور اس آرڈی ننس میں مناسب ضروری اصلاح کی جائے۔ نیز اس آرڈی ننس کی اصلاح کے لیے ایک تین رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اس کمیٹی کے لیے مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب (نائب صدر تنظیم المدارس پاکستان) راقم الحروف محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) اور جسٹس (ر) امجد علی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) کے نام پیش کیے گئے۔

صدر پاکستان نے اس مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے اس آرڈی ننس کی اصلاح کے لیے مذکورہ بالا سہ رکنی کمیٹی کی منظوری دے دی ہے اور عنقریب وزارت مذہبی اُمور اس کا اجلاس طلب کر رہی ہے۔

(۷) مختلف حکومتی اداروں کی طرف سے مدارس کو موصول ہونے والے فارم:

کچھ عرصہ سے حکومت کے مختلف محکموں اور ایجنسیوں کی طرف سے دینی مدارس کے کوائف طلب کیے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ان میں زیادہ تر وہی کوائف پوچھے گئے ہیں جن کی تشہیر عام طور پر اہل مدارس کرتے رہتے ہیں اور انہیں فراہم کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ خاصا پریشان کن اور تکلیف دہ ہے۔ یہ معلومات پہلے وزارت تعلیم، پھر وزارت مذہبی اُمور اور اب محکمہ اوقاف نے طلب کی ہیں جو دراصل ”وفاق“ کے فارم الحاق کی نقل ہیں۔

ہم اس سلسلہ میں حکومت کو متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ آپ کو مدارس کے جو کوائف بھی مطلوب ہوں وہ متعلقہ وفاقوں کے مرکزی دفاتر سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اہل مدارس کو پریشان نہ کیا جائے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ بعض سرکاری اہل

کار اہل مدارس سے توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں اور غیر متعلقہ سوالات کرتے ہیں۔ اس نامناسب طرز عمل کے باعث مدارس میں کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔ مدارس میں بے پناہ مصروفیات اور ملازمین محدود ہوتے ہیں۔ ایک ہی نوعیت کے مختلف محکموں سے موصول ہونے والے یہ فارم ان کے لیے تضییع اوقات کا سبب بنتے ہیں۔ جب ایک محکمہ یہ کوائف حاصل کر چکا ہے تو باقی محکموں کو اُسی سے رجوع کرنا چاہیے۔ ارباب حکومت ہمارے اس مؤقف سے زبانی طور پر تو اتفاق کرتے ہیں، لیکن تاحال ان کا عمل اس کے خلاف ہے۔

بہر حال ان فارموں کو پُر کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر کوئی مدرسہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی سوال ایسا ہے جس کا جواب عام مصلحت کے خلاف ہے تو وہ اسے "وفاق" کی طرف محول کرے۔ خود مختار بورڈ، عصری علوم کی تعلیم اور اس سلسلہ میں مشکلات، مسائل اور تجاویز وغیرہ کے جواب میں یہ لکھا جائے کہ ہمارا الحاق "وفاق المدارس" سے ہے۔ اس سلسلہ میں ہم "وفاق" کے فیصلے اور پالیسی کے پابند ہیں۔

(۸) مدارس اور علماء کرام کے خلاف حالیہ حکومتی اقدامات:

حکومت کے اعلان اور یقین دہانیوں کے برعکس بعض مقامات پر مدارس کے دفاتر کو سیل اور مہتمم حضرات، اساتذہ کرام اور طلبہ کو گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ کارروائی بلاجواز اور غیر قانونی ہے۔ یہ تمام حضرات صرف درس و تدریس کا مقدس فریضہ انجام دینے والے ہیں۔ ہم اپنی بساط کے مطابق بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ گرفتار شدگان کی جلد از جلد رہائی عمل میں آسکے اور دفاتر کھل سکیں۔ ارباب مدارس سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس طرح کی صورت حال میں مقامی سطح پر اہل مدارس اور علماء کے مشترکہ اجلاس بلوائیں، تمام مکاتیب فکر سے رابطہ کریں، ضلعی ناظمین اور انتظامیہ سے مشترکہ وفود کی صورت میں ملیں۔ اگر ضرورت ہو تو احقر سے بھی رابطہ کریں۔ نیز گرفتار شدہ علماء اور مدارس کے خلاف ہونے والی کارروائی سے احقر کو بھی مطلع فرماویں۔

آخری گزارش!

سہ ماہی "وفاق" کے شمارہ نمبر "۵" اور "۶" کا مکمل مطالعہ فرمالیا جائے۔ ان میں تمام ضروری تفاصیل موجود ہیں۔ آئندہ ہر شمارے کے مطالعہ کا اہتمام فرماویں تو آپ کو تقریباً تمام سوالات کے جواب حاصل ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اپنے وسائل کے مطابق رائے عامہ کو مدارس کے حق میں ہموار کریں۔ تمام طبقات حکام، وکلاء، علماء، تاجر، صنعت کار، اخبار نویس، کالم نویس، دانشوروں، سیاست دانوں اور سول و فوجی افسران سے ملاقاتیں کر کے انہیں دینی مدارس کی خدمات سے آگاہ کریں اور مدارس کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کی حقیقت بیان کریں۔ "وفاق المدارس" اور "اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان" کو مضبوط بنائیں اور مرکز سے رابطہ رکھیں۔

بنظرِ حالات حاضرہ آپ کی آراء و تجاویز ہمارے لیے رہنما ہوں گی۔ مدارس کے تحفظ کے لیے ہمیں مزید کیا اقدام اٹھانے چاہییں؟ اپنی رائے گرامی سے ضرور مطلع فرماویں۔

راقم الحروف نے اپنی یہ معروضات قدرے تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں، تاکہ تمام دینی حلقوں اور وفاقوں کے مشترکہ مؤقف کے علاوہ تاحال کی جانے والی کارگزاری بھی آنجناب کے علم میں آسکے۔ تاہم یہ سب ظاہری اسباب و وسائل ہیں اور اپنی تاثیر میں مؤثر، حقیقی اور مسبب الاسباب کے محتاج ہیں۔ اس لیے مدارس دینیہ، مساجد اور دینی مکاتب کے تحفظ و بقاء اور آزادی و خود مختاری کے لیے خصوصی دعاؤں کی از حد ضرورت ہے۔ اسے فراموش نہ فرمایا جائے۔ بلکہ جو لوگ مساجد و مدارس کے بارے میں نیک عزائم نہیں رکھتے اُن سے نجات کے لیے بھی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ یہ مدارس جس طرح ماضی میں انتہائی کٹھن حالات کے باوجود اپنے مشن پر کاربند رہے ہیں ان شاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔